**Al-Azhār**

**ISSN (Print): 2519-6707**

**Volume 7, Issue 2 (July-Dec, 2021)**

Issue:http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/issue/view/17

URL: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/article/view/218

Article DOI: https://doi.org/10.46896/alazhr.v7i01.218

**Title** A research Evaluation of Dr Ziauddin Sardar's Qura'nic thoughts

**Author (s):** Musarat Ibrahim, Dr Farida Yousuf

**Received on:** 29 March, 2021
**Accepted on:** 29 July, 2021
**Published on:** 25 December, 2021

**Citation:** Musarat Ibrahim, Dr Farida Yousuf "A research Evaluation of Dr Ziauddin Sardar's Qura'nic thoughts," Al-Azhār: 7 no, 1 (2021):536-546

**Publisher:** The University of Agriculture Peshawar

Click here for more

# ڈاکٹر ضیاءالدین سردار کے فہم قرآن کا تحقیقی جائزہ

# A research Evaluation of Dr Ziauddin Sardar's Qura'nic thoughts

*مسرت ابراہیم

**ڈاکٹر فریدہ یوسف

**Abstrat**

''Ziauddin Sardar is a Pakistani and Bitish National scholar, a cultural critic,and a public intellectual who specializes in Muslim thoughtsand The Future of Islam etc.In this research paper, it has been endeavored to highlight the efforts of Ziauddin Sardar especially for the Quranic Understanding.his writings insists that the interpretations of the Quran requires to focus on specific context.. He has given his opinions about many Quranic topics which address the contemporary issues of the people the objective of the research is to find out the reasons how Ziauddin Sardar interpreted that Quranic message should be re-examined.What does Quran really says about contmporary issues. Some points are very important which he discussed but mostly he adopts a different side which seems against the ancient and the present scholars of the Muslim World. No doubt, he is a big and literary scholar. His writings are the blends of logics. He called himself a Muslim polymath.the objectives of the research is to find out the reasons how Ziauddin Sardar interpreted that Quranic message should be re-examined. This article also discusses Ziauddin Sardar's Qur'anic interpretation. His thought on interpretation is considered important because of its contribution to the epistemology of contemporary Qur'anic interpretation,his source of understandings whether they are scientific,orientalistic or Islamic. Using a descriptive-analysis, the writer explores four aspects of Sardar's interpretation: meaning, source, method, and validity of interpretation. This study finds that Sardar's thematic argumentation is contributive over the discourse of contextual approach to the Qur'an.

Key Words: Quran, Shariah, Middle East, West, Culture, Muslims,

Epistemology, contextual approach

........................................................................

*پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ اسلامک اسٹڈیز, بہاءالدین زکریا یونیورسٹی ملتان

**ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اسلامک اسٹڈیز , بہاءالدین زکریا یونیورسٹی ملتان

تعارف

علمی دنیا میں نئے افکار و نظریات زمانی تغیر کے ساتھ وقوع پذیر ہوتے رہتے ہیں۔ان علمی افکار سے وابستہ لوگ دنیا میں ایک نئی پہچان کے ساتھ سامنے آتے ہیں یہ نئے افکار و نظریات انسانی عقل کو نئے زوایوں کے ساتھ سوچنے پر مجبور کرتے ہیں۔جہاں پہ ان افکار و نظریات کے بارے میں بحث و مکالمے ہوتے ہیں وہیں نئے افکار کو پیش کرنے والے افراد کی شخصی زندگی بھی زیر بحث آتی ہے۔دور جدید میں انہی افراد میں سے ایک نام ضیاءالدین سردار[1] کا ہے ۔ضیاءالدین سردار کو 'ماڈرن مفکر کے طور پر شمار کیا جاتا ہے۔ضیاء الدین سردار نے اسلام کو پوسٹ ماڈرنزم کے مقابلہ میں ماورائے جدیدیت (Transmodernity) ماڈرنزم کی حیثیت میں پیش کیا ہے۔ان کی یہ سوچ اور فکر قرآن وسنت سے گہری وابستگی کے نتیجے میں وجود میں آتی ہے جو زمانی تغیر کے ساتھ مختلف فکری تبدیلیوں کو اختیار کرنے کے عمل پر ابھارتا ہے۔یہ نئی سوچ اور فکر جدید زمانے کی تبدیلیوں اور علمی دنیا میں اس نئی فکر کو پیش کرنے کے نام کو جدیدیت کہا جاتا ہے۔[2] یہ بات واضح رہے کہ اسلامی ممالک کے مختلف معاشروں میں مسلمانوں کی ابدی قدروں سے وابستگی موجود ہے،اس لیے وہ جدید نظریات اور نئی فکر کو اختیار کرنے میں وسعت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔یہ علمی وسعت اس لحاظ سے انسانی دنیا کے لیے حیات بخش ہے کیونکہ یہ تغیر افکار دنیا کی بدلتی ہوئے حالات کا مقابلہ بھی کرتے ہیں اور ان کے اندر نئے زمانہ کا ساتھ دینے کی صلاحیت بھی موجود ہوتی ہے۔اس فکر اور نظریے کو مختلف اوقات میں نئے ضابطوں کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے جو انسانی طرز زندگی کی نئی بنیادوں پر تشکیل کرتے ہیں۔ان علمی بنیادوں کو انسانی سماج میں ماقبل جدید (Premodern) یا روایت پرست (Traditional) بھی نہیں کہا جاسکتا، کیونکہ مسلم طرز حیات میں آفاقی تعلیمات قرآن وحدیث میں موجود ہوتی ہیں جن کا منبع وماخذ وحی الٰہی ہوتی ہے۔آفاقی قدروں کا دائرہ بہت وسیع ہوتا ہے کیونکہ فکری دنیا میں وحی الٰہی کی روشنی میں نئے طریقوں، ضابطوں اور راستوں کی تشکیل کی جاتی ہے اور ایک ایسا معتدل راستہ وجود میں آتا ہے جو اسلام کو بیک وقت دائمی وآفاقی اور تغیر پذیر بنا کر زمان ومکان کے اختلافات سے ماورا کر دیتا ہے۔اس لیے اسلام کی بنیاد پر بننے (Transmodern) والا سماج ماورائے جدید سماج ہوتا ہے۔[3]

2009 میں، سردار نے مسلم انسٹی ٹیوٹ کو ایک مہذب معاشرے کی ضرورتوں کے مطابق دوبارہ شروع کیا جو فکر، علم ، تحقیق، تخلیقی صلاحیتوں اور کھلی بحث کی نشوونما کی تائید اور فروغ دیتا ہے۔اور تنظیم نو مسلم انسٹی ٹیوٹ ٹرسٹ کے چیئر مین بن گئے۔سن 2011 میں، سہ ماہی تنقیدی مسلم، خیالات کی بنیاد پیدا کرنے والا ایک جرنل، جس نے اسلام اور مسلم

ثقافت کی نئی تعلیم حاصل کرنے کی جستجو کی، اس کا آغاز مسلم انسٹی ٹیوٹ اور ہارسٹ اینڈ کمپنی نے مشترکہ طور پر کیا۔[4] 2014 میں، سردار نے ایسٹ ویسٹ یونیورسٹی میں سینٹر فار پالیسی اینڈ فیوچر اسٹڈیز برائے پوسٹ نارمل پالیسی کے نام لانچ کیا ہے سے ایک ادارہ پوسٹ نارمل ٹائمز پر اپنے حالیہ کام پر زیادہ توجہ مرکوز کئے ہوئے ہے۔[5].

ضیاء الدین سردار کا فہم قرآن

حدیث اور قرآن کے موضوع پر، سردار اس بات پر پختہ یقین رکھتے ہیں کہ ہر نسل کو "اپنے تجربے کی روشنی میں متنی ذرائع کی دوبارہ تشریح" کرنی ہوگی، جیسا کہ پوری اسلامی تاریخ اور دنیا کی ہر اسلامی ثقافت میں ہوا ہے۔ سردار کہتے ہیں کہ صحیفہ کو اپنے وقت کی پیداوار کے طور پر دیکھنے کی ضرورت ہے اور اس لئے وقتاً. فوقتاً دوبارہ جانچ پڑتال کرنی ہوگی۔ اگر یہ سلسلہ بند ہو جاتا ہے تو، سردار کے مطابق، مقدس متون، ان لوگوں سے اپنی مطابقت کھو دیں گی جو ان کو استعمال کرتے ہیں اور ان سے پیار کرتے ہیں۔[6]

ضیاء الدین سردار کا شمار مسلمانوں معاشرے کے سب سے مضبوط داخلی ناقدین میں ہوتا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ پرانی قدیم تشریحات پر عمل کرنے کا رجحان اب خطرناک حد تک متروک ہے۔ قرآن مجید میں کوئی 'مڈل مین کا تصور نہیں ہے: ہر فرد کا خدا سے براہ راست تعلق ہے اور وہ بالآخر اپنے کاموں کا ذمہ دار ہے۔ یہ قرآن کا ایک بنیادی اصول ہے کہ 'ہر شخص اپنے عمل کے لئے ذمہ دار ہے کوئی روح دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گی"([7]).

سردار کا قرآن کریم کو سمجھنے کا یہ انداز اس لحاظ سے منفرد ہے کہ ہر شخص قران کریم کو انفرادی طور پر سمجھنے کا اہل اور ذمہ دار ہے۔ سردار کی اس فکر کا منبع قرآن کریم کی یہ آیت ہو سکتی ہے۔

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى ( اور کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا[8])

لیکن فہم قرآن کے لیے ضروری ہے قرآن کریم کو حدیث اور احوال صحابہ سے سمجھا جائے اور قرآن کریم میں بیان کردہ اللہ تعالی کے حقیقی مقصود تک پہنچا جا سکے۔

اپنی کتاب[9] Reading the Quran میں، سردار صاحب نے اصرار کیا کہ قرآن کی تفسیر میں مخصوص سیاق وسباق پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ یعنی قرآن کے شان نزول کے بارے اپنا نظریہ دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ قرآن مختلف جگہوں پر ایک ہی مضمون کے بارے میں کیا کہہ رہا ہے۔ دوسرا، کسی کو حضرت محمد ﷺ کی حیات طیبہ کے تناظر میں اس کا جائزہ لینا چاہئے اور یہ دیکھنا ہوگا کہ ان کے ساتھ کیا ہو رہا ہے، واقعہ کیا ہے یا جن حالات پر قرآن تبصرہ

کررہاہے۔کسی کو رسول ﷺ کے وقت کے مخصوص معاشرتی، ثقافتی، سیاسی اور تکنیکی تناظر میں قرآن کی آیات کی تعریف کرنی ہوگی۔وہ اکثر نبی ﷺ اور اس کے پیروکاروں کو مخاطب کرتے ہیں اور وہ ان تاریخی سیاق وسباق میں ان کی بات کرتا ہے جس میں وہ رہتے تھے۔دراصل آپ کا یہ نظریہ تفسیر القرآن بالقرآن کا پرچار کرتا ہے۔

ہم صرف اپنی معاصر فہم کے مطابق قرآن کی ترجمانی کرسکتے ہیں لہذا ہم اپنے معاشرتی اور ثقافتی تناظر کو بھی سامنے لاتے ہیں۔سردار صاحب کے نزدیک قرآن مجید کے سیاق وسباق سے پتہ چلتاہے کہ مقدس متن کی ہر چیز آفاقی نہیں ہوتیں — قرآن کریم کی بہت ساری آیات اس وقت کے لئے اہمیت رکھتی ہیں جس وقت وہ نازل ہوئی تھیں۔لہذا قرآن کے آفاقی پیغام کو صرف اس کے تصورات اور بنیادی موضوعات کی جانچ کرکے حاصل کیا جاسکتا ہے۔وہ قرآن کریم میں عقل، غور و فکر اور تفتیش کا مطالبہ کرتا ہے جو ظاہری شکل سے نہیں بلکہ اس کی گہری مضمرات اور معنویت کے بارے میں ہے جو انسانی ثقافتوں،تاریخوں، زبانوں اور عقائد کے تمام تنوع کے مابین ربط کا کام کرتے ہیں اور یہ دیکھنے پر مجبور کرتے ہیں کہ وہ کس طرح سوچتے اور اس پر عمل کرتے ہیں۔

شریعت کی حیثیت (بطور وحی یا وحی سے اخذ کردہ قانون)ضیاءالدین سردار صاحب کی نظر میں قانون اور شریعت کے بارے میں جناب ضیاءالدین سردار کا نظریہ کچھ یوں ہے وہ کہتے ہیں کہ:

*Shari'a* is often described as Given 'God's Law' and has become central to Muslim existence, one would expect the term to appear frequently in the Qur'an. However, strictly speaking, *Shari'a* is not a Quranic concept-unlike such concepts as 'adl (justice), khalifa (trusteeship) or jihad (sustained struggle), which are repeatedly mentioned, discussed and elaborated in the Qur'an.[10]

شریعت کو اکثر 'خدا کے قانون' کے طور پر بیان کیا جاتا ہے اور وہ مسلم وجود میں مرکزی حیثیت اختیار کرچکا ہے، لہذا ایک شخص توقع کرے گا کہ قرآن میں یہ اصطلاح کثرت سے استعمال ہوگی۔تاہم، بلالحاظ بات کی جائے تو، شریعت قرآنی تصور نہیں ہے۔جس طرح عدل، خلیفہ (امانت) یا جہاد (مستقل جد وجہد) جیسے تصورات جس کا تکرار قرآن مجید میں بار بار کیا گیا ہے۔

سردار صاحب نے اپنے اس بیان میں جمہور سے برعکس یہ مؤقف اپنایا ہے کہ شریعت قرآنی تصور نہیں ہے۔کیونکہ جمہور علماء اس بات کے قائل ہیں کہ شریعت بھی استدلالی اور استنباطی لحاظ سے قرآن ہی سے ماخوذ ہے۔

مفتی تنظیم عالم قاسمی صاحب لکھتے ہیں کہ :اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والے مجموعہ قوانین کو شریعتا شرعی قوانین کہتے ہیں۔[11]

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس شریعت کے کامل و مکمل اور ابدی ہونے کا ان الفاظ میں صاف اعلان فرمادیا :

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الإِسْلاَمَ دِينًا

"آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لئے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے"۔[12]

قرآن کریم شریعت اسلامی کی بنیاد اور اولین حجت ہے اور قرآن کی حفاظت کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت کو بھی ہمیشہ محفوظ رکھنے کا اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے لیا ہے۔جس طرح اُس نے خانۂ کعبہ کی حفاظت کی ،قرآن وحدیث کے ایک ایک لفظ کو محفوظ رکھا،رسول اکرم کی سیرت کے ہر ہر گوشے کو امت کے سامنے پیش کیااوراس کا کوئی حصہ مٹنے سے محفوظ رہاٹھیک اسی طرح شریعت اسلامی بھی قیامت تک محفوظ رہے گی۔

ہر باخبر جانتا ہے کہ قرآن کریم امت کو بلاواسطہ رسول ﷺ سے دیا گیا تھا کہ لو تم بذات خود یا اپنے ہی جیسے غیر نبی لوگوں کی مدد سے پڑھو اور سمجھو اور اس پر عمل کرو بلکہ اس کے نزول سے پہلے ایک برگزیدہ رسول کو دنیا میں بھیج کر ان پر قرآن نازل کیا گیا اور یہ صرف اس لیے کیا گیا تاکہ لوگ اپنے اپنے طور پر نہیں بلکہ صرف رسول ﷺ کے بیان اور تشریح کی روشنی میں اللہ کی اس کتاب کو سمجھیں چنانچہ قرآن میں ارشاد ہوا

و انزلنا آیت الذکرلتبین للناس مانزل الیھم ولعلھم یتفکرون"[13]

"اور نازل کیا ہم نے آپ کے پاس ذکر تاکہ آپ کھول کھول کر بیان کریں لوگوں کے واسطے اس چیز کو جو نازل کی گئی ہے ان کی طرف تاکہ وہ غور و فکر کریں۔

ضیاء صاحب کے نزدیک شریعت اللہ کی عطاء کردہ وحی سے اخذ کردہ قانون ہے جبکہ ہم نے شریعت کو اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا قانون سمجھ لیا ہے۔دیکھا جائے تو قانون ہمیشہ ددر کے تقاضے کو سامنے رکھ کر بنایا جاتا ہے۔تو دور چونکہ بدل چکا ہے لہذا قانون بھی بدلا جاسکتا ہے۔قانون چونکہ وحی سے ماخوذ ہے لہذا اس میں وقت کے تقاضوں کے مطابق تبدیلی ناگزیر ہے۔شریعت کو نافذ کرنے والے ممالک کو انسانی حقوق، مساوات، خواتین کے حقوق، بچوں کا تحفظ، انفرادی ترجیحات اور انفرادی حقوق اور آزادیوں کے تحفظ کی کمی جیسے معاملات پر بین الاقوامی تنظیموں کی شدید تنقید کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔حقیقت یہ ہے کہ اسلامی شریعت میں انفرادی حقوق اور آزادیوں کا تصور شامل نہیں ہے، اسلامی شریعت اور مغربی قانونی تفہیم کے مابین تنازع کا ایک اہم ذریعہ ہے۔کلاسیکی شرعی طریقوں میں سے کچھ انسانی حقوق

کی سنگین خلاف ورزیوں پر مشتمل ہیں۔ یہ لوگوں کو "مرتد" یا "منحرف" جیسی تعریفوں اور ان کو دی جانے والی سزاوں کے ساتھ لیبل لگا کر مجرم بنانا ہے۔ اس کے علاوہ، مطلق "پردہ- حجاب" کے طریقوں، جن میں خواتین کی شناخت اور شخصیت کو ختم کرنے کی نوعیت ہے، جس میں خواتین کو بغیر اجازت اور معاشرتی زندگی میں حصہ لینے کے اپنے گھر چھوڑنے کی ممانعت بھی شامل ہے، اس دائرہ کار میں ہی اس کا جائزہ لیا جانا چاہیے۔14

ضیاءالدین سردار خلاصہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

The Qur'an declares that 'there is no compulsion in religion' (2:256), but the Shari'a prescribes capital punishment for apostasy.[15]

1. قرآن اعلان کرتا ہے کہ 'مذہب میں کوئی جبر نہیں ہے'([16])، لیکن شریعت نے ارتداد کے لئے سزائے موت دینے کا حکم دیا ہے۔ متقدمین میں سے چند مفسرین نے لکھا ہے لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ فرمانے میں یہ اشارہ ہے کہ اب عقلمند آدمی کے لیے قبولِ حق میں تاخیر کرنے کی کوئی وجہ باقی نہیں رہی۔ کسی کافر کو جبراً مسلمان بنانا جائز نہیں مگر مسلمان کو جبراً مسلمان رکھنا ضروری ہے کیونکہ یہ دینِ اسلام کی توہین اور دوسروں کیلئے بغاوت کا راستہ ہے جسے بند کرنا ضروری ہے، لہٰذا کسی مسلمان کو مرتد ہونے کی اجازت نہیں دی جاسکتی یا تو وہ اسلام لائے یا اسے قتل کیا جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے مرتدین سے فرمایا تھا فَاقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ ' (بقرہ: ۵۴) ترجمۂ کنزُالعرفان: اپنے آپ کو قتل کے لئے پیش کردو۔ متقدمین میں سے چند مفسرین نے یہ لکھا کہ یہ آیت اس دور میں نازل ہوئی جب کفار سے جہاد اور قتال کا حکم نازل نہیں ہوا تھا' جب ان کی زیادتیوں پر معاف کرنے اور درگزر کرنے کا حکم تھا' اور یہ حکم تھا کہ ان کی برائی کو اچھائی سے دور کرو اور عمدہ طریقہ سے ان سے بحث کرو' اور جب جاہل مسلمانوں سے بات کرتے تو وہ سلام کہتے۔ اور جب یہ آیت نازل ہوئی تو یہ حکم منسوخ ہوگیا'' ''۔فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ (التوبہ: )۔ ترجمہ: "پس تم مشرکین کو جہاں بھی پاؤ انہیں قتل کردو" اسی طرح وہ روایت جو بخاری میں بھی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے لوگوں سے قتال کرنے کا حکم دیا گیا ہے حتیٰ کہ وہ'' لا اله الا الله محمد رسول الله '' کی گواہی دیں جب وہ ایسا کرلیں گے تو وہ مجھ سے اپنی جانوں اور مالوں کو محفوظ کرلیں گے ماسوا حق اسلام کے اور ان کا حساب اللہ پر ہے۔ (صحیح بخاری ج ص ' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' کراچی' ھ) اسی قول کو لے کر مستشرقین وملحدین یہ دعوی کرتے ہیں لا اکرہ والی آیت منسوخ ہے اب غیر مسلموں کے لیے دو ہی آپشن ہیں اسلام یا تلوار۔ جمہور علمائے امت کی رائے اس سے مختلف ہے اور مسلمانوں کا تاریخی تعامل بھی ان علماء کے قول کی تائید کرتا ہے

The Shari'a prescribes stoning to death for adultery. Nowhere in the Qur'an do we find anything remotely related to stoning. Moreover, the Quranic legislation on adultery, as we shall see in Chapter 46, "Sex and Society, makes it virtually impossible to prove adultery.[17]

ایک اور مقام پر ضیاءالدین سردار لکھتے ہیں کہ شریعت نے زنا کے لئے سنگسار کرنے کی سفارش کی ہے۔ جبکہ قرآن مجید میں کہیں بھی ہمیں پتھراؤ سے متعلق کوئی چیز نہیں مل پاتی۔ اس کے علاوہ، زنا سے متعلق قرآنی قانون، جیسا کہ ہم آنے والے اوراق میں، "جنس اور معاشرے" کی بحث میں دیکھیں گے کہ زنا ثابت کرنا ناممکن بنا دیتا ہے۔ مولانا امین احسن اصلاحی فرماتے ہیں کہ اسلام میں زنا کی سزا ایک ہے اور وہ ہے سو کوڑے، چاہے زانی شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ۔ ان کے نزدیک رجم کی سزا صرف زنا کے ارتکاب پر نہیں دی جا سکتی البتہ زانی کو بطور تعزیری سزا یہ دی جا سکتی ہے جو معاشرے کی عزت و ناموس کے لیے خطرہ بن جائے جو زنا اور اغوا کو پیشہ بنا لے جو دن دہاڑے لوگوں کی عزت و آبرو پر ڈاکہ ڈالے اور کھلم کھلا زنا بالجبر کا مرتکب ہو۔18 اور یہ ظاہر ہے کہ رجم وہ زیر بحث حد ہے جس پر اجماع صحابہ کے علاوہ تمام آئمہ اربعہ سمیت تمام فقہاء کا اتفاق ہے۔

زنا کی حد کا بیان

عن عبادہ بن صامت قال قال رسول الله خذو عنی خذو عنی قد معل الله لهن سبیلا الکیر با لیکر جلد مائة والرجم،[19] عبادہ بن صامت سے روایت ہے جناب رسول اللہ نے فرمایا مجھ سے سیکھ لو، سیکھ لو مجھ سے۔ اللہ نے عورتوں کے لیے ایک راہ نکالی ہے کہ جب زنا کرے تو سو کوڑے لگاؤ اور ایک سال کیلیے ملک سے باہر کر دو اور اگر ثیب ثیب سے کرے تو سو کوڑے لگاؤ پھر پتھروں سے مار ڈالو۔

The Qur'an asks for four witnesses to prove lewd' behavior to ensure that injustice is not committed on those who are accused of such behavior, particularly women. The Shari'a treats rape and lewd' behavior as equal in the absence of four witnesses, the rape victims are treated as adulterer and punished as such; thus, under the Shari'a, they are doubly victimized .[20]

.قرآن نے چار گواہوں سے غیر مہذبانہ سلوک کو ثابت کرنے کے لئے کہا ہے تاکہ اس بات کا یقین کیا جا سکے کہ ان لوگوں پر ناانصافی نہیں کی جاتی ہے، خاص طور پر خواتین پر۔ شریعت چار گواہوں کی عدم موجودگی میں عصمت دری اور غیر اخلاقی سلوک کے برابر سلوک کرتی ہے، عصمت دری کا نشانہ بننے والے کو بدکاری اور اس طرح کی سزا دی جاتی ہے۔ اس طرح، شریعت کے تحت، وہ دوگنا شکار ہوئے ہیں ۲۱۔ چار گواہ اس لئے مقرر کئے کہ یہ بڑا نازک معاملہ ہے۔ دو ایک کا جھوٹ باندھ لینا سہل ہے مگر چار ثقہ آدمیوں کا جو کہ جماعت کا درجہ رکھتے ہیں ایسی جھوٹی بات پر متفق ہونا عادتاً ناممکن ہے۔ نیز اس میں پردہ پوشی بھی ملحوظ ہے۔[21]

The Shari'a makes hudud punishments the norm. As we have already seen, *hadd* means outer limits or boundary and is concerned with establishing the moral tone of the Muslim community. Yet, by turning it into a norm 1 the Shari'a makes capital punishment a standard feature of Islamic law. Under the Shari'a, there seems to be only one rule; kill everybody who dis- agrees with you, or is seen by you as deviant, or breaks your rules. It is the total antithesis of the spirit of the Qur'an.[22]

.شریعت نے حدود کو معمول کی سزا دی ہے۔ جیسا کہ ہم پہلے ہی دیکھ چکے ہیں، حد کا مطلب بیرونی حدود یا حدود ہے اور اس کا تعلق مسلم معاشرے کے اخلاقی لہجے کو قائم کرنے سے ہے۔ پھر بھی، اس کو تبدیل کر کے شریعت نے سزائے موت کو اسلامی قانون کی ایک معیاری خصوصیت قرار دیا ہے۔ شریعت کے تحت، صرف ایک ہی اصول معلوم ہوتا ہے۔ ہر اس شخص کو مار ڈالو جو آپ سے متفق نہیں ہے، یا آپ کو شیطان کی حیثیت سے دیکھتا ہے، یا آپ کے قوانین کو توڑتا ہے۔ یہ قرآن کی روح کی مکمل تردید ہے۔ جبکہ قرآن نے نسب اور عزت کی حفاظت کے لیے نکاح کو مشروع کیا اور زنا اور تہمت لگانے کو حرام قرار دیا اور ان جرائم کے ارتکاب کرنے والے کے لیے حدود جاری فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

"اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ. وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ."[23]

سردار صاحب کہتے ہیں کہ یہ چند مثالیں واضح کرتی ہیں کہ شریعت نے قرآن کی تعلیمات سے کس حد تک انحراف کیا ہے، اور قرآن مجید کے ساتھ اس کی کتنی اہمیت ہے۔ اس بات کی وضاحت ہے کہ عصری دنیا میں شریعت کس حد تک غیر متعلق، اور مضحکہ خیز ہے[24]۔ عام طور پر، شریعت کو "اسلامی قانون" کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ شریعت اخلاقیات اور اقدار کا بھی ایک نظام ہے۔[25] اسلام کے اندر سنجیدہ غور و فکر کرنا طویل التوا کا شکار ہے۔ مسلمان بہت طویل عرصے سے پرانے تشریحات پر انحصار کر رہے ہیں، یا پیچھے ہٹ رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم عصری دنیا میں بہت تکلیف دہ محسوس کرتے ہیں، جدیدیت سے اتنے بے چین ہیں۔ اسکالرز اور مفکرین گذشتہ ایک صدی سے یہ تجویز پیش کر رہے ہیں کہ ہمیں اسلام کی اصلاح کے لئے، سنجیدہ جدوجہد اور غور و فکر پر سنجیدہ کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔ پچھلی صدی کے آغاز میں، جمال الدین افغانی اور محمد عبدہ نے نیا اتحاد کے مطالبے کی قیادت کی۔ اور راستے میں بہت سارے قابل ذکر دانشوروں، ماہرین تعلیم اور مشائخوں نے اس میں اضافہ کیا ہے۔

جب اسلام کے بارے میں سوچتے اور لکھتے ہیں تو، زیادہ تر مسلم دانشور، دونوں ہی جدید اور روایت پسند، ایک انتہائی تنگ اور محدود کینوس میں کام کرتے ہیں۔ اسلام اکثر ایک مذہبی نقطہ نظر کے طور پر پیش کیا جاتا ہے: جدیدیت پسند اسلام کو ذاتی تقویٰ، عقیدے اور رسومات کی حدود میں محدود رکھنے پر خوش ہیں: جبکہ روایت پسند ہمیشہ اسلام کو" ایک مکمل طرز زندگی" کے طور پر بیان کرتے ہیں۔ اس جملے کے معنی یہ ہیں کہ اسلام انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں خصوصاانسان کے معاشرتی، معاشی، تعلیمی اور سیاسی طرز عمل کو چھوتا ہے۔ شریعت اسلام کے عالمی نظریہ کا بنیادی مرکز ہے۔ یہ وہی علم ہے جو مسلم تہذیب کو اپنے بدلتے ہوئے بیرنگ کے ساتھ ساتھ اس کو تبدیل کرنے کے لئے ایڈجسٹ کرنے کا بڑا ذریعہ بھی فراہم کرتا ہے۔ نظریاتی طور پر، شریعت انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہے: ذاتی، معاشرتی، سیاسی اور دانشور۔ عملی طور پر، یہ ان کی دنیاوی کوششوں میں مسلمانوں کے طرز عمل کو معنی اور مضامین دیتا ہے۔

## حاصل تحقیق:

تفکر و تدبر مسلمانوں کا ہر دور میں ہی شیوہ رہا ہے اس میں اختلاف بھی ایک فطری امر تھا ایک فرد کی فکر دوسرے فرد سے مختلف ایک گروہ کی دوسرے گروہ سے مختلف فکر کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ عین فطرت کے مطابق ہے خالق کائنات نے تو انسان کو تخلیق کا شاہکار بنایا ہے کروڑوں انسانوں کے جسم کے اعضاء ایک جیسے ہونے کے ساتھ ساتھ ہر انسان کا ایک ہاتھ تو کیا ایک انگلی بھی بلکہ ایک انگلی کی لکیریں(Finger Prints) بھی دوسرے تمام انسانوں سے مختلف ہیں۔

ضیاء الدین سردار ان اولین مصنفین میں شامل ہیں جنہوں نے اسلام اور اسلام کے معاصر موضوعات پر قلم اٹھا یا۔ اس مضمون میں ضیاالدین سردار کے جن خیالات کو زیر بحث لایا گیا ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ جدید دنیامیں اسلامی فکر عموما جامد ہو کر رہ گئی ہے اور خاص طور پر شرعی قانون اور اسکے ادارے معاشرے کی بدلتی ہوئی ضرورتوں کا ساتھ دینے کے لیے اپنے اندر کوئی تبدیلی پیدا کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ اس چیز نے جدید اسلام کی پیش قدمی کو شدید متائژ کیا ہے۔

۲۔ سردار صاحب کے نزدیک قرآن کے اجمالی پیغام پر نظر رکھنا ضروری ہے۔ کیونکہ اگر ہم اجمالی تشریح کو نظرانداز کر کے کسی انفرادی آیت پر عمل پیرا ہوتے ہیں تو نہ صرف صحیح نہ ہو گا بلکہ ایسا کرنا قرآن کے مقصد کی ن بھی نفی کرتا ہے۔

۳۔ سردار صاحب کی تحاریر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ فقہ کو شریعت کا مترادف سمجھ بیٹھے ہیں۔ جبکہ اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو فقہ، شریعت اسلامی کی ایک اکائی ہے

Referances

[1]پاکستان میں پنجاب کے موجودہ ضلع اوکاڑہ کی تحصیل دیپالپور میں 31 اکتوبر 1951ء کو پیدا ہوئے۔ سردار صاحب کی عمر جب 9 سال تھی تو انکی پوری فیملی لندن منتقل ہو گئی۔۔ آپ کے والد ساہیوال میں بسکٹ فیکٹری میں انجینئر تھے۔ وہ یونین لیڈر رہتے تھے، اور 1956 میں ایک احتجاج کیا جو طویل ہو گیا۔ انھیں بتایا گیا تھا کہ جلد ہی مارشل لاء نافذ ہونے والا ہے، اور ہڑتال کرنے کے الزام میں انہیں گرفتار کیا جا سکتا ہے، لہذا آپکو ملک چھوڑنا پڑا۔ آپ 1958 میں ایوب خان کے مارشل لا سے عین قبل لندن کے لئے روانہ ہو گئے تھے سردار صاحب کی پہچان بین الاقوامی سطح پر مصنف، مفکر، عالم، دانشور، براڈکاسٹر، نقاد، صحافی اور مستقبل کے بارے پیشین گوئی کرنے والی شخصیت کے لحاظ سے ہضیاءالدین سردار بیک وقت مختلف پیشوں سے وابستہ ہیں اور ایک سے زیادہ شناختیں رکھتے ہیں. ضیاءالدین سردار عصر حاضر کے ایک جدید مفکر ہیں۔ آپ ایک برطانوی مسلمان اسکالر، ایوارڈ یافتہ مصنف، ثقافتی نقاد اور عوامی دانشور ہیں آپ نے مسلمانوں کے افکار، اسلام کا مستقبل اور اسلام اور سائنس جیسے موضوعات پر تحقیق کی۔ 50 سے زیادہ کتابوں کے مصنف اور ایڈیٹر ہیں اور پراسپیکٹ میگزین نے ان کا نام برطانیہ کے اعلی 100 عوامی دانشوروں میں شامل کیا ہے اور دی انڈیپنڈینٹ اخبار نے انھیں 'برطانیہ کا مسلم کہا ہے ضیاءالدین سردار اسلام اور عصری ثقافتی امور کے بارے میں ایک سرکردہ مصنف سمجھے جاتے ہیں، انہوں نے 30 برسوں کے دوران کچھ پچاس کتابیں تیار کیں، کچھ ان کے دیرینہ دوست اور مصنف میرل وین ڈیوس کے ساتھ۔ ان کتابوں میں کلاسک اسٹڈیز: دی فیوچر آف مسلم تہذیب (1979) اور اسلامک فیوچر: دی شیپ آف آئیڈیاز ٹو ان ون (1985)، پوسٹ ماڈرن افکار، پوسٹ ماڈرن ازم اور دیگر (1998) اور اور ینٹل ازم (1999) پر ایک زبردست دانشورانہ کتب شامل ہیں۔ لوگ امریکہ سے نفرت کیوں کرتے ہیں؟ (2002)۔ انھوں نے شہروں پر دو انتہائی مشہور کتابیں شائع کیں: کوالالمپور (2000) اور مکہ مکرمہ: دی سیکریڈ سٹی، جس نے 2014 میں لاہور لٹریچر فیسٹیول میں پہلا انعام جیتا تھا اور نان کے لئے ایکلنس ان جرنلزم کے لئے رام ناتھ گوینکا ایوارڈ جیتا تھا۔ افسانہ کتاب ان کے مضامین اور تنقیدی تحریروں کے دو مجموعے: اسلام، مابعد جدیدیت اور دیگر مستقبل: ایک ضیاءالدین سردار ریڈر (2003) اور آپ کو کیا معلوم؟ اسلام، سائنس اور ثقافتی تعلقات (2006)۔ Emma [1] )
Mason, *Reading the Abrahamic Faiths: Rethinking Religion and Literature*, Bloomsbury Pubng (2014), p. ix سردار صاحب نے سٹی یونیورسٹی، لندن میں طبیعیات اور پھر انفارمیشن سائنس پڑھی۔۔ 1982 میں، انہوں نے بطور رپورٹر لندن ویک اینڈ ٹیلی ویژن میں شمولیت اختیار کی اور رجحان ترتیب دینے والے ایشیئن پروگرام ایسٹرن آئی کو شروع کرنے میں مدد کی۔ 1980 کی دہائی کے اوائل میں، وہ اس کے بانیوں میں شامل تھے، جو مسلم ممالک پر توجہ مرکوز کرنے والے نظریات اور پالیسی کا میگزین ہے، جس نے اسلام میں اصلاح پسندانہ فکر کو فروغ دینے میں ایک اہم کردار ادا کیا۔ انکوائری میں ترمیم کرتے ہوئے، انہوں نے شکاگو میں ایسٹ ویسٹ یونیورسٹی میں پالیسی اور فیوچر اسٹڈیز کے لئے سنٹر قائم کیا۔ [1]ان کی صحافت اور جائزے دی گارڈین، دی انڈیپنڈنٹ، ٹائمز، برطانیہ کے ہفتہ وار میگزین، نیو اسٹیٹس مین اور ماہانہ میگزین میں شائع ہوئے ہیں۔ سردار کے آن لائن کام میں گارڈین کے لئے ایک سال طویل منصوبہ Blogging 'Quran'، شامل ہے، جو 2008 میں شائع ہوا تھا۔ [1] ony Stevenson, 'Ziauddin Sardar: Explaining Islam to the West' in *Profiles in Courage: Political Actors and Ideas in Contemporary Asia*, editors, Gloria Davies, JV D'Cruz and Nathan Hollier, Australian Scholarly Publishing, Melbourne, 2008, page

[2] Ziauddin Sardar, 'What do we mean by Islamic Futures?' in Ibrahim M Abu-Rabi, editor, *The Blackwell Companion to Contemporary Islamic Thought*, Blackwell, Oxford, 2006, 562–586.

[3]Sardar,Ziauddinhttp://www.islamonline.net/english/Contemporary/2002/05/article20.shtml

[4]Ziauddin Sardar interviewed by Tony Fry, 'On Erasure, Appropriation, Transmodernity, What's Wrong with Human Rights and What's Lies Beyond Difference', *Design Philosophy Papers Collection Four*, edited by Anne-Marie Wallis, Team D/E/S Publications, Ravensbourne, Australia, 2008, 83–91.
[5]Ziauddin Sardar interviewed by Tony Fry, 'On Erasure, Appropriation, Transmodernity, What's Wrong with Human Rights and What's Lies Beyond Difference', *Design Philosophy Papers Collection Four*, edited by Anne-Marie Wallis, Team D/E/S Publications, Ravensbourne, Australia, 2008, 83–91.
[6]Ziauddin Sardar, 'The Shariah as Problem-Solving Methodology' in *Islam, Postmodernism and Other Futures: A Ziauddin Sardar Reader*, edited by Sohail Inayatullah and Gail Boxwell, Pluto Press, London, 2003.
[7]Surah Inaam 6: 124
[8]Surah Fater 35:18
[9]Reading the Quran

،جسے احسان مسعود نے ایڈیٹ کیا ہے اور لندن پلوٹو پریس سے پبلش ہوئی ہے اس کے کل 358 صفحات ہیں اور تین حصوں پر مشتمل ہے۔اس کتاب میں سردار صاحب کا کہنا ہے کہ زمانے کے تغیر و تبدل کے ساتھ ساتھ اسلام کو جو بھی چیلنج (Challenge) پیش آئے ان کا جواب دینے کے لیے مسلم مفکرین نے جو افکار و خیالات پیش کیے انھیں اسلامی فکر سے موسوم کیا جاتا ہے۔جوں جوں وقت ترقی کرتا رہے گا، فکر کے تازہ افق ہویدا ہوتے رہیں گے۔ہر دور کے مروجہ معتقدات و تصورات اور علمی ثمرات پر غور و فکر کرنے ہی سے سوچ کی نئی راہیں پیدا ہوتی ہیں اور فکر میں تخلیقی پیش رفت ہوتی ہے۔اس لیے عصر حاضر کے مفکرین کے افکار کا جائزہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔اور اس میں سردار صاحب نے اپنی فکر کا احاطہ کیا ہے

[10]Reading the Quran, p, 285
[11]Mufti Organization Alam Qasmi, Politics of Islam and Ideological Differences, Darul Kitab, Delhi, p. 213
[12]Al-Maidah 5:3
[13] -Surah Nahal 6 : 16
[14]Hamid Allam Yousaf : Islami Sharayat : Maqasid aur Masaleh page 211
[15] Reading the Quran, p, 285
[16]Al-Baqarah256 :2
[17] Reading the Quran, p, 285
[18]Eslahi , Amin Ahsan, Tafseer Tadbbar al Quran ,Jalid 4, page 504,
[19] -Al Muslim, Sahe Al Muslim ,jild 4 page 315 baab Hudud ky bayan mein
[20] Reading the Quran, p, 290
[21]Haqqani, Abdul Haq Haqqani,Tafseer Al Mannan, jild 2, page 147 Meer Muhammad kutab khana Karachi
[22]Reading the Quran, p, 285
[23]Al Noor 18: 2
[24]Rashid Ahmad Jalandhri, Islamic Shariah and its Applications with special Reference to Pakistan, Institute of Islamic Culture Lahore, 2003
[25]Ziauddin Sardar, ThIslam and Nationalism ‹pp. 81-88‹DOI: 10.2307/j.ctt18fs3rt.8